

مرثیہ بجناب حضرت امام حسین علیہ السلام

جو مجھ سے کہتے ہیں کہ مرثیے سوا کچھ اور
 کبھونہ میں تو کہوں اس کے ماوراء کچھ اور
 حدیث آتی ہے جب میں بکی کی مجھ کو یاد
 اس امر میں جو ہوا ہونبی سے یوں ارشاد
 پر از عزامی زمانہ ہوا ہے جب سے خلق
 پر اس تم کو تو دیکھو کہ کاٹا کس کا خلق
 سمجھتے ہو کہ یہ ماتم ہے واسطے کس کے
 کہانی نے جسے ہیں سو والدین اس کے
 یہ گفتگوئے محمد کی اس سخن پر دال
 نکلا یہ کاٹ نبی کا کیا ہے خوں سے لال
 حدیث لحمک لحمی سے یوں ہوا مفہوم
 سر حسین جو رکھے چلے وہ مرتد شوم
 جو اشقیانے ٹایا میان خوں اور خاک
 کیا جو ظلم کے دشمنے سے سینہ اُس کا چاک
 کیا حسین کا جب کام ظالموں نے اخیر
 نپٹ قساوت قلبی سے کراٹھوں کو اسیر
 جو ان کے پاس تھا سب لوٹ کر کیا یہ سوال
 کہا انھوں نے تمہارا غلط ہے دم و خیال

وہ چاہتے ہیں زباں سے مری سنا کچھ اور
 الم سے آل محمد کے ہے بھلا کچھ اور
 بنیر مرثیہ سمجھو نہ ہوں لواحد
 ممانعت ہے بھلا اس کی کفر یا کچھ اور
 وہ دل نہیں نہ ہوا ہو الم سے جس کو فرق
 عز ہے لاکھ طرح کی پہ یہ عز کچھ اور
 علی وفا طمہ ہیں مادر و پدر جس کے
 مرے حسین کو مجھ سے نہ جاننا کچھ اور
 رسول کا ہے وہ قاتل جو ہے کشندہ آل
 میں اس گلے سے گلا وہ نہ سمجھوں کا کچھ اور
 دوئی جو چاہو نبی اور علی میں سو معلوم
 سربنی ہی تھا نیزے پہ وہ نہ تھا کچھ اور
 تن حسین نہ تھا تھا تن رسول پاک
 نہ تھا وہ سینہ بجز صدر مصطفیٰ کچھ اور
 غریب وہ جو پکے تھے ز طعمہ رستم شیر
 کہوں میں کیا کہ پھر ان پر کیا ہے کیا کچھ اور
 بتا دو وہ بھی ہمیں کر رکھائے مخفی مال
 برسنگی کے سوا ہم کئے نہ رہا کچھ اور

کسی طرح کا نہیں سایہ جز خدا کی ذات
 جو سوئیں شب کو جگہ تکئے کے سرھانے ہات
 بٹھا کے اونٹوں پہ جب لے چلے حرم کے تئیں
 جفا تو ہو چکی ہم پر گر وہ دشمن میں
 دیا جواب لعینوں نے اُن کو یہ سُن کر
 عوض میں اُس کے جفا کچھ نہیں ہے یہ تم پر
 جو بیٹا باپ کو آتا ہے باپ بیٹے کو یاد
 زمیں پر رہنے نہ دیں ہاشمی کی ہم بنیاد
 اسی طرح تمھیں لے جائیں گے بہ نزدیک
 تمھاری فائدہ رکھتی نہیں یہ گفت و شنید
 قصاص میں تمھیں اپنے نہ جیتا چھوڑیں گے
 تمھارے خون سے دامن کو سب بچوڑیں گے
 نہ کی حرم کی انھوں نے یہ تشنگی پہ نظر
 غذا کا ذکر تو کیا ہے بغیر خون جگر
 نت اُٹھ کے پیاس سے اُس کا بدن گیا ہے سو
 لگے تھے جس گھڑی غربت میں اُس غریب کو بھوکھو
 ہر ایک لعنتی کیا کیا نہ اُس سے بکتا تھا
 نہ نکلی اُس سے وہ از بس نہ بول سکتا تھا
 نہ کوئی محرم حال اُس کا نہ کوئی ہمارا
 کہیں سے گوشن تلک اُس کے پہنچی یہ آواز

ہماری کشتی ہے روزانہ دھوپ میں اوقات
 یہ فرش خاک یہاں ماسوا بچھا کچھ اور
 لگی یہ کہنے تم کیشوں سے وہ پر وہ نشیں
 جفا و جور کے درجے سے ہے بقا کچھ اور
 پسر کسی کا موا ہم میں اور کسی کا پدر
 جفا نہ سمجھو تم اس کو ہے جفا کچھ اور
 تو ایک ایک کی خاطر کرے ہے یاں فریاد
 عوض میں اُس کے نہیں ہم کو سو جھٹا کچھ اور
 تب اُس کے ہاتھ سے دیکھو گے تم جفائے شدید
 غرضکہ کہتے ہو تم یاں ہے مدعا کچھ اور
 نہ منہ کو قتل سے زین العبا کے موڑیں گے
 نہ منہ قتل دل اپنی اس سوا کچھ اور
 کہ قطرہ آب سے ہو خلق خشک اُن کا تر
 ملی نہ عابدِ بیمار کو دوا کچھ اور
 بنیر پانے کے ہو جائے خشک جیسے روکھ
 غم پدر کے بن اُس کو نہ تھی غذا کچھ اور
 جو کچھ کہے تھا کوئی منہ وہ اُس کا مکتا تھا
 بنیر پاؤں کی زنجیر کے صدا کچھ اور
 سخن دلا سے کا اُس سے کرے نہ وہ دمساز
 نہ اُن نے طعن و تعرض سوا سنا کچھ اور

سوال کر کے روانکا غرض وہ دشمن دیں کشاں کشاں گئے لے کر سوے یزید لعین
 نہ لے گئے وہ نکال ان سے اپنے دل کا ہیں سوائے لعن کے دنیا سے بھیجنا کچھ اور
 نہ کر بس آگے تو سودا یہ ذکر رہ خاموش فلک کی پشت سے گذرا ہے سامنوں کا خروش

ہو ہر اک کے جگر کا یہ مارتا ہے جوش
 کہ اُن کی چشم سے جُز خون جگر بہا کچھ اور